غوث العالم، محبوب یزدانی، سلطان سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سمنان سے کچھوچھہ شریف تک کا روحانی سفر، تبلیغ،
مشائخ سے ملاقاتیں اور حیاتِ مقدسہ کو اجاگر کرتی ہوئی ایک
معلوماتی قیمتی اور مستند و جامع تحریر مسمیٰ بہ

مخدومِ سمناں کا تاریخی سفر

"سِمناں سے کچھوچھہ تک"

تالیف

مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

ناشر

تاج الاصفیا دار المطالعہ مخدوم اشرف مشن

غوث العالم،محبوب یزدانی، سلطان سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سمنان سے کچھوچھہ شریف تک کا روحانی سفرِ تبلیغ، مشائخ سے ملاقاتیں اور حیات مقدسہ کو اجاگر کرتی ہوئی ایک معلوماتی قیمتی اور مستند و جامع تحریر مسمیٰ بہ

مخدوم سمناں کا تاریخی سفر
سمنان سے کچھوچھہ تک

تالیف

مفتی محمد کما ل الدّین اشرفی مصبا حی

صدر مفتی و شیخ الحدیث

ادارۂ شرعیہ اتر پردیش۔رائے بریلی، یوپی

ناشر

تاج الاصفیا دار المطالعہ

مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف ضلع مالدہ (بنگال)

تقسیم کار

محمد شمیم اختر اشرفی رنگ روڈ کلیان پور، ویسٹ، لکھنو

نام کتاب : مخدوم سمناں کا تاریخی سفر سمنان سے کچھوچھہ تک

نام مولف : مفتی محمد کمال الدّین اشرفی مصباحی

سنہ اشاعت : محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق اگست ۲۰۱۹ء

تعداد : ۱۱۰۰ (گیارہ سو)

صفحات : ۲۴

ناشر : تاج الاصفیا دار المطالعہ مخدوم اشرف مشن، قطب شہر پنڈوہ شریف، ضلع مالدہ، بنگال

تقسیم کار : محمد شمیم اختر اشرفی رنگ روڈ کلیان پور، ویسٹ، لکھنو

ملنے کے پتے

(۱) ادارۂ شرعیہ اتر پردیش ،رائے بریلی ، یوپی۔ (۲) مخدوم اشرف مشن ، پنڈوہ شریف مالدہ، بنگال (۳) کے جی این بکڈپو، جامع مسجد رام گنج بازار، اسلام پور، اتر دیناجپور، بنگال (۴) امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک (۵) مصباحی اکیڈمی مبارکپور، اعظم گڑھ

مولف سے رابطے

MUFTI KAMALUDDIN ASHRAFI MISBAHI

AIWAN-E-ASHRAF,SAYYED NAGAR,RAEBARELI(U.P.)

NOOR MAHAL ASHRAF NAGAR,HAIDAR PARA,SILIGURI,(W.B.)

DULALIGRAM,RAMGANG,ISLAMPUR,UTTAR DINAJPUR,(W.B.)

Email:kamalmisbahi786@gmail.com

MOB:9580720418

شرف انتساب

میں اپنی اس معمولی قلمی کاوش کو
مخدوم العالم، مرشدِ غوث العالم حضرت شیخ عمر

علاء الحق والدین گنج نبات خالدی پنڈوی

اور

بانی سلسلہ سراجیہ مصنف ہدایۃ النحو، خلیفہ محبوب الٰہی مرشد مخدوم العالم آئینۂ ہند

اخی سراج الدین عثمان چشتی نظامی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما
کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔
جن کے فیوض و برکات سے بندگانِ خدا مستفیض ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکپائے اہل کمال
محمد کمال الدین اشرفی مصباحی غفرلہ ولوالدیہ

☆☆☆

مبسملا وحامدا ومصلیا امابعد

سمنان کی تاریخی حیثیت

سمنان ملک ایران کا ایک قدیم تاریخی اور مردم خیز شہر ہے اسلام کی عظیم وروحانی شخصیتوں نے یہاں جنم لیا اور اپنے ورود مسعود سے اس شہر کو عزت وعظمت اور شہرت و بلندی عطا کیں۔

اس شہر علم وعرفاں میں جنم لینے والی عظیم اور شہرہ آفاق ہستیوں میں سلطان ابراہیم نور بخشی، حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی اور غوث العالم تارک السلطنت سلطان حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسما قابل ذکر ہیں، یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کی بدولت شہر سمناں کو چہار دانگ عالم میں بے پناہ شہرت حاصل ہوئی اور اسلامی تاریخ کی اہم مقامات کا ایک خاص حصہ قرار پایا، اس شہر کے جانب مشرق میں ''کوہ پیغمبراں'' نام کی ایک جگہ ہے جہاں ''سیم النبی'' اور ''لام النبی'' نام کے خدا کے دو مقدس پیغمبر بھی مدفون ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے خاندان سے ہیں، ان ہی دونوں پیغمبروں کے نام پر اس شہر کا نام ''سیم لام'' ہوا جو مرور ایام اور کثرت استعمال سے بعد میں ''سمنان'' ہو گیا۔
(تاریخ سمنان ص: ۲۲۸، مولف عبدالرفیع)

خاندانی پس منظر:

مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سلطنت نور بخشیہ سے تھا اور آپ سادات نور بخشیہ میں سے تھے جس کا اجمالی بیان کچھ اس طرح ہے۔

تاریخ اسلام کے عظیم خلیفہ معتضد باللہ عباسی نے اپنے دور اقتدار میں اسماعیل سامانی کو ملک خراسان کی حکومت عطا کی تھی، سلطان اسماعیل سامانی نے ماوراالنہر خراسان میں آٹھ سال حکومت کی اور آپ خاندان سامانیہ کے سب سے پہلے بادشاہ منتخب ہوئے، سلطان اسماعیل کی وفات کے بعد ان کے فرزند احمد بن اسماعیل سامانی باپ کا جانشین ہوا اور یہ سامانی

خاندان کے دوسرے بادشاہ تھے۔ (تاریخ اسلام ج:۳،ص:۴۴۳، اکبر شاہ نجیب آبادی)

سلطان احمد بن اسماعیل کی حکومت سمرقند و بخارا، ماوراالنہر اور ایران تک پھیلی ہوئی تھی اس نے شمس الدین محمود نوربخشی (ان کا شمار اجلّہ صوفیا میں ہوتا تھا، مستجاب الدعوات بزرگ تھے، نسباً امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد تھے) کے بیٹے سید تاج الدین بہلول نوربخشی کو اپنا وزیر بنایا آپ صاحب فضل وکمال اور ہوشمند انسان تھے سلطان آپ پر بے حد اعتماد کرتا تھا اور خاندان نبوت سے ہونے کی بناء پر آپ سے عقیدت بھی رکھتا تھا، تخت سلطنت پر مسند نشیں ہونے کے تین سال بعد سلطان احمد بن اسماعیل سامانی نے عراق وخراسان کا کچھ حصہ سید تاج الدین بہلول کو بطور جاگیر دے دیا تھا، جب سلطان احمد بن اسماعیل سامانی کا انتقال ہوا تو تاج الدین بہلول نے خودمختاری کا اعلان کر دیا اور تیسری صدی ہجری میں تاج الدین بہلول نے باضابطہ طور پر خراسان میں اپنی حکومت وسلطنت کی بنیاد رکھی نیز اپنے نام کا سکہ بھی جاری کیا اور سادات نوربخشیہ میں آپ پہلے بادشاہ ہوئے، آپ نے سمنان میں پچاس سال تک حکومت کی، حکومت کا یہ سلسلہ یہاں سے شروع ہوا اور ساتویں صدی ہجری کے آخر تک خراسان میں سادات حسینی کی ایک مضبوط سلطنت قائم ہوگئی جس کی عظمت وجلالت کا سکّہ دیگر سلاطین اسلام کے دلوں میں قائم ہوا۔

اسی خاندان حسینی اور سادات نوربخشیہ کے سلاطین میں سلطان سید عماد الدین نوربخشی تھے جو سلطان سید نظام الدین علی شیر کے بیٹے تھے اور آپ ہی حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد تھے۔

مکتوبات اشرفی میں ہے: ''عماد الدین نوربخشی سال ۴۵۰ھ میں دارالخلافہ عراق میں بالاتفاق تخت نشیں ہوئے۔'' (مکتوبات اشرفی: ج۲،ص:۲۹۸، مترجم مولانا ممتاز اشرفی)

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے نسبی تعلق کے بارے میں خود فرماتے ہیں: ''ایں درویش فقیر از نژاد آل سامان است'' (اشرف الفوائد،ص:۲۷) ترجمہ: یہ درویش فقیر آل سامان کی اولاد سے ہے۔

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا نسب مادری حضرت سلطان

اسمٰعیل سامانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں خود رسالہ ''اشرف الفوائد'' جو آپ کی تصنیف کردہ ہے اس میں یوں رقمطراز ہیں:

''فقیر کا نسب مادری سلطان اسماعیل سامانی سے منسوب ہے۔'' (اشرف الفوائد:ص۲۸)

والد گرامی

سلطان سید عماد الدین نوربخشی کی وفات کے بعد ان کے صاجزادے سلطان سید ابراہیم سمنانی نوربخشی سلطنت سمناں پر رونق افروز ہوئے آپ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی تھے، آپ صرف سمنان کے ایک منصف و عادل اور بیدار مغز بادشاہ ہی نہ تھے بلکہ تقویٰ وطہارت اور روحانیت میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے، علم دین کی ترویج و اشاعت میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا، اپنے دور سلطنت میں طالبان علوم نبویہ اور علماء دین کی سرپرستی فرماتے تھے اور شہر سمناں میں بہت سارے مدارس قائم کئے تھے جن میں کثیر تعداد میں طلباء علم دین حاصل کرتے تھے، ان مدارس میں پڑھانے والے اساتذہ اور پڑھنے والے طلباء دونوں کو سرکاری خزانہ سے وظیفہ بھی دیا جاتا تھا اور ان کی مکمل کفالت بھی کی جاتی تھی اور یہ سب کچھ آپ کے حکم سے ہوتا تھا۔

آپ کے دور سلطنت میں مختلف علوم وفنون پر بہت ساری علمی تصانیف بھی تحریر کی گئیں ''سبعیہ ابراہیم شاہ'' آپ کے عہد سلطنت کی معروف تصنیف ہے جو بعد میں ''سبع المسابع'' کے نام سے مشہور ہوئی یہ کتاب علوم وفنون میں اپنی مثال آپ تھی، حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات اشرفی میں اس کتاب کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

''ان میں سے ایک کتاب ''سبع ابراہیم شاہ'' ہے اس کتاب میں نام کی مناسبت سے سات علوم لکھے گئے ہیں: (۱) فقہ (۲) اصول (۳) کلام (۴) منطق (۵) معنی (۶) ہیئت (۷) بدیع ان میں سے ہر علم کو شرح وبسط کے ساتھ لکھا گیا تھا کہ ان لفظوں سے بھی خاص مسائل کی جانب اشارہ ملتا تھا اور ان الفاظ کی تشریح میں مسائل کا خزانہ پوشیدہ تھا یہ کتاب اتنی مشہور ہوئی کہ ہر جانب کے علماء نے اسے پسند فرمایا اور اپنے شہر میں منگوایا، یہی کتاب بعد

میں سبع المسابع کے نام سے مشہور ہوئی اس زمانے کے کوئی فاضل یا عالم اس کتاب سے غافل نہ تھے الحاصل اس کتاب کے کھولنے اور سمجھنے سے ایک خزانہ ہاتھ آتا تھا'' (مکتوبات اشرفی ج ۲،ص:۶۶،مترجم مولانا ممتاز اشرفی)

والدہ ماجدہ

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کا نام ''سیدہ خدیجہ خاتون'' تھا وہ نہایت عابدہ وزاہدہ اور پرہیزگار خاتون تھیں، اکثر نفلی روزے رکھتی تھیں اور پابندی کے ساتھ تلاوت قرآن کیا کرتی تھیں، آپ مشہور بزرگ حضرت خواجہ احمد ایسوی رحمۃ اللہ علیہ کی صاجزادی تھیں جو نجیب الطرفین سید تھے، اپنے زمانہ کے جلیل القدر بزرگ صاحب علم وفضل تھے اور مشائخ میں بلند مقام رکھتے تھے، ''اسلامی انسائیکلو پیڈیا'' میں آپ کے متعلق یوں لکھا ہے'' تصوف کی تاریخ میں احمد ایسوی ایسی شخصیت کے مالک ہیں جنہوں نے مریدوں اور پیروں کے کئی سلسلوں کو جنم دیا اور ان سے منسوب ''دیوان حکمت'' نے صوفیانہ طرز زندگی پر گہرا اثر ڈالا خصوصا نقشبندی سلسلے نے اپنی تعلیمات کا ماخذ اس کو بنایا'' (اسلامی انسائیکلو پیڈیا ص:۱۲۲)

ولادت باسعادت

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۶۸۸ھ مطابق ۱۲۸۹ء میں سمنان (خراسان) میں ہوئی، آپ کی ولادت سے متعلق ایک روایت بہت مشہور ہے اور اس کو تقریباً تمام مورخین نے اپنی اپنی کتاب میں بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب سیدہ خدیجہ خاتون کی شادی سلطان سید ابراہیم سے ہوئی تو ابتداء میں دو یا تین لڑکیاں پیدا ہوئیں اس کے بعد آٹھ سال تک کوئی اولاد نہیں ہوئی سلطان ابراہیم سخت متفکر ہوئے کہ تخت سمناں کا وارث کون ہوگا؟ بی بی خدیجہ بھی رنجیدہ ہونے لگیں کیونکہ دونوں ہی کو اولاد نرینہ کی شدید خواہش تھی اور اس خواہش کی تکمیل کے لیے راتوں کو خدا کے حضور روتے اور گڑگڑاتے تھے ایک روز نماز فجر سے فارغ ہوکر سلطان ابراہیم اور سیدہ خدیجہ خاتون اپنے مصلے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے دیکھا ابراہیم مجذوب جو سمناں میں ہی رہا کرتے تھے اچانک محل میں نمودار ہوئے سلطان اور ملکہ دونوں ہی ان کو اس طرح محل میں دیکھ کر حیران

ہوئے اور انہوں نے مجذوب کا نام تو سنا تھا لیکن کبھی ملنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا سلطان کھڑے ہوئے اور انہیں عزت واحترام کے ساتھ لاکر اپنے تخت پر بٹھایا اور پھر ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر مؤدب کھڑے ہوئے، مجذوب نے سلطان ابراہیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا'' آج تم کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں کیا اولاد نرینہ کی خواہش ہے؟'' سلطان نے عرض کیا اگر عنایت ہوتو عین نوازش ہوگی، مجذوب نے کہا اس کی قیمت زیادہ ہے کیونکہ تمہیں عجوبہ روزگار ملے گا سلطان نے ادب سے عرض کیا جو حکم ہوگا حاضر کردوں گا مجذوب نے کہا ہزار (۱۰۰۰) اشرفیاں چاہئے، سلطان نے فوراً ہزار اشرفیاں لاکر پیش کردی مجذوب نے کہا اے ابراہیم تو نے ابراہیم سے بہت سستا سودا کیا اور پھر تخت سے اٹھ کر چل پڑے سلطان بھی مجذوب کے پیچھے تعظیماً چلنے لگے تو مجذوب نے چند قدم چلنے کے بعد پیچھے مڑکر دیکھا اور کہا'' ایک بیٹا تو لے چکے اب کیا چاہئے؟ اچھا جاؤ اللہ ایک چھوڑ دو (۲) اولادیں دے گا'' پھر وہ مجذوب نظروں سے غائب ہو گئے اس کے بعد سلطان ابراہیم کے یہاں دو فرزند پیدا ہوئے ایک سید اشرف سمنانی اور دوسرے محمد اعرف سمنانی قدس سرہما النورانی۔ (محبوب یزدانی، ص: ۲۲ تصنیف شیخ طریقت سید نعیم اشرف جائسی مطبوعہ دار العلوم جائس)

تحصیل علم

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر جب چار سال چار ماہ اور چار دن کی ہوئی تو نہایت دھوم دھام اور تزک واحتشام کے ساتھ آپ کی تسمیہ خوانی کی گئی اس وقت کے جلیل القدر عالم دین حضرت مولانا عماد الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بسم اللہ کی پہلی تعلیم دی اور آپ کے پہلے استاد قرار پائے، سات سال کی عمر میں آپ نے صرف ایک سال میں قرآن شریف قرآت سبعہ کے ساتھ حفظ کیا اور چودہ سال کی عمر میں علوم متداولہ پر مکمل عبور حاصل کیا، معقولات ومنقولات دونوں پر یکساں مہارت حاصل کی اور دستار فضیلت سے نوازے گئے اس دور کے چار اصحاب علم وفضل سے آپ نے سند حدیث حاصل کی علی بن حمزہ کوفی سے آپ نے سند تجوید وقرآت حاصل کی۔

صاحب صحائف اشرفی سید شاہ علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ آپکا تبحر علمی ذہانت و

فطانت اور خداداد صلاحیت کے متعلق لکھتے ہیں:

''جب سن شریف سات سال کو پہنچا تو نکات علمی اس خوبی سے بیان فرماتے کہ بڑے بڑے علماء سن کر عش عش کر جاتے تھے بارہ برس کی عمر میں علوم معانی و بلاغت، معقول ومنقول، تفسیر وفقہ، حدیث واصول حدیث جملہ علوم سے فارغ ہوئے۔'' (صحائف اشرفی حصہ اول، ص:۱۱۴)

سلطنت وحکومت

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی سلطان سید ابراہیم سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد تخت سمناں پر رونق افروز ہوئے اور سمنان کے بادشاہ ہوئے، معتبر روایات کے مطابق اس وقت آپ کی عمر شریف پندرہ سال تھی، آپ نے سمنان میں دس سال تک حکومت کی اور سمنان کو کافی عروج بخشا، سمنان آپ کے دور حکومت میں بغداد اور غرناطہ بن گیا، گھر گھر خوشحالی اور فارغ البالی تھی، آپ کے عدل وانصاف کی دھوم مچی تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ایک عادل منصف اور بیدار مغز حکمراں تھے اور حکمرانی و شہنشاہی کے اصول وضوابط سے مکمل طور پر باخبر تھے، ایک کامیاب حاکم اور بادشاہ کے اندر جو صلاحیتیں اور اوصاف درکار ہیں وہ سب آپ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھے، آپ کے زریں دور سلطنت سے متعلق بے شمار واقعات مورخین نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے جو آپ کی عہد سلطنت کی انمول خوبیوں پر دال ہیں۔

قوتِ جہاد

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی صرف ایک عادل حکمراں ہی نہیں تھے بلکہ بہترین سپہ سالار بھی تھے اور اس کا ثبوت وہ جنگ ہے جو حدود مملکت کے سلسلے میں مغلوں کے خلاف اپنے دور سلطنت میں آپ نے بذات خود لڑی اور اپنے فوج کی کمان بھی سنبھالی، اپنی فہم وفراست، حکمت وتدبر اور مجاہدانہ کردار سے جنگ میں کامیابی حاصل کر کے یہ ثابت بھی کر دیا کہ فن حرب میں بھی آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

تزکیۂ نفس اور معرفت الٰہی

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ امور سلطنت کی تمام تر مصروفیات

کے باوجود فرائض وسنن اور واجبات نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ ادا فرماتے تھے، ذوق عبادت آپکا خاص وصف تھا اور عبادت وریاضت میں زیادہ تر مشغول رہا کرتے تھے، تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، ریاضت ومجاہدہ اور معرفت الٰہی کی تڑپ آپ کے دل کو بے چین کر رہی تھی، عشق الٰہی کی آگ دل میں فروزاں تھے، اس تشنگی کو بجھانے کے لیے آپ سمنان کے عظیم بزرگ شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں بار بار حاضر ہوا کرتے تھے۔ (محبوب یزدانی: ص۲۶)

مکتوبات اشرفی میں ہے: پندرہ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر رونق افروز ہوئے مگر آپ کو کار سلطنت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی زیادہ تر آپ حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ (مکتوبات اشرفی، ج:۱، ص:۷۵)

اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ترک سلطنت سے پہلے بھی بزرگوں سے فیض حاصل کرتے تھے اور آپ کی مکمل توجہ سلوک ومعرفت کی طرف تھی، آپ کے شب وروز اسی جستجو اور تلاش میں گزر رہے تھے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت اور بشارت

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ اسی طلب وجستجو میں تھے کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب شب قدر میں حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی، حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا:

''اشرف حجاب تخت وتاج دور کر و لذت وصال الٰہی کے لیے تیار ہو جاؤ تجلیات باری تمہیں اپنے زیر سایہ لینے والی ہیں اب اس کے لیے اپنے کو تیار کرو حکومت اور بادشاہی کے جھمیلے کو ترک کرو اور ملک ہند کی طرف روانہ ہو جاؤ وہاں مِس کو طلا (چاندی کو کندن) بنانے والے شیخ علاء الحق والدین گنج نبات تمہارے منتظر ہیں۔'' (محبوب یزدانی، ص:۲۶، مطبوعہ دار العلوم جائس)

ترک سلطنت

حضرت خضر علیہ السلام کی بشارت کے بعد صبح ہوتے ہی حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے ترک سلطنت (حکومت چھوڑنے) کا اعلان کر دیا اس وقت

آپ کی عمر پچیس سال تھی اور دس سال سمنان میں حکومت کر چکے تھے، اعلان دست برداری
کے ساتھ اپنے چھوٹے بھائی محمد اعرف کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور رسم تاجپوشی ادا فرمائی پھر
تمام نظامت سلطنت تفویض کر کے امور سلطنت کے بارے میں ان کو خاص نصیحتیں فرمائیں،
مکتوبات اشرفی میں ہی ''صبح کو آپ نے چھوٹے بھائی سے ترک سلطنت کا ارادہ ظاہر کیا اور
آخری نصیحت کی اور عدل و انصاف اور شریعت کی پابندی کی تاکید کی۔'' (مکتوبات اشرفی،
ج:۱،مکتوب نمبر:۲۸)

اجازت سفر

تفویض سلطنت اور رسم تاجپوشی کے بعد حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ
اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بتا کر سفر کی اجازت طلب
کی تو وہ آبدیدہ ہو گئیں اور فرمایا: ''بیٹا! میں اس دن کی منتظر تھی اس لیے کہ عرصہ ہوا میں نے
اپنے دادا حضرت خواجہ احمد ایسوی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا انہوں نے مجھے خواب میں
بشارت دی تھی کہ اللہ تمہارے بیٹے کی نور ولایت سے آفاق روشن کر دے گا، شاید اس بشارت
کے ظہور کا وقت آ گیا میں تمہیں خدا کے سپرد کرتی ہوں لیکن میری ایک آرزو ہے کہ جب محل سے
نکلو تو شاہانہ خدم وحشم اور فوجی جلوس کے ساتھ نکلو تا کہ اسے دیکھ کر میں اپنے دل کو یہ بہلا سکوں
کہ میرا بیٹا کوئی ملک فتح کرنے جا رہا ہے۔'' (ایضاص:۲۷)

آغاز سفر اور مشائخ سے ملاقاتیں

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی ترک سلطنت کے اعلان سے
سمنان میں ایک کہرام مچ گیا اور بجلی کی طرح یہ خبر شہر اور اطراف و مضافات میں چھا گئی، ہر
شخص انگشت بدنداں اور متحیر تھا، کوئی آپ کی غربا نوازی اور عدل و انصاف کو سوچ کر کف
افسوس مل رہا تھا تو کہیں آپ کے تدبر و سیاست کے خطبے پڑھے جا رہے تھے اور آپ اعیان
سلطنت سے گلے مل کر خوشی و مسرت کے ساتھ سفر کی تیاری کر رہے تھے۔

جب آپ نے دار السلطنت چھوڑا اور سب کو الوداع کہہ کر رخصت ہوئے تو ایک عظیم
الشان جلوس آپ کے ساتھ تھا، والدہ ماجدہ کی ہدایت کے مطابق بارہ ہزار لشکر آپ کے ہمراہ

تھے، ان کے علاوہ علماء وفضلاء عمائدین شہر، فقراء، درویش اور بے شمار لوگ آپ کو رخصت
کرتے وقت آپ کے ساتھ تھے، شیخ علاء الدولہ سمنانی بھی ایک منزل تک آپ کے ساتھ
رہے، آپ کے بے حد اصرار کے باوجود بھی کوئی آپ کو چھوڑ کر واپس جانے کو تیار نہیں تھا،
سمنان سے چند منزل سفر طئے کرنے کے بعد بہت دباؤ اور اسرار کے ساتھ آپ نے اپنے
عقیدت مندوں کو واپس کرنا شروع کیا پھر بھی خراسان کی سرحد تک بہت سارے لوگ آپ
کے ساتھ تھے، جب آپ اپنے حدود سلطنت پار کرنے لگے تو تمام لوگوں کو فوج سمیت واپس
کر دیا صرف دو خاص مصاحبین آپ کے ساتھ رہ گئے ان میں ایک کا نام عبد اللہ تھا جو کسی بھی
صورت میں آپ کو اکیلا چھوڑنے کے لے تیار نہیں تھا۔ (گلزار اشرفی، ص:۸۲)

بخارا

سمنان سے سیدھے حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ ''بخارا''
پہنچے، بخارا میں آپ کی ملاقات ایک مجذوب درویش سے ہوئی انہوں نے آپ سے معانقہ کیا
اور اپنی پیشانی کو آپ کی پیشانی سے رگڑا جس سے آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی انہوں
نے آپ کو سمت مشرق سفر کرنے کا حکم دیا اور جدا ہو گئے۔

سمرقند

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سمرقند کی جانب روانہ ہو گئے، سمرقند
میں وہاں کے ''شیخ الاسلام'' سے آپ کی ملاقات ہوئی وہ بڑی نیاز مندی کے ساتھ آپ سے
پیش آئے اور آپ کو اپنے گھر لے گئے ایک شب آپ نے قیام فرمایا، آپ کے چہرہ انور پر نور
ولایت دیکھ کر اس نے آپ کو پہچان لیا تھا عزت و تکریم میں اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

اوچ

وہاں سے آپ نے ہندوستان کا رخ کیا ساتھ میں آپ کے دونوں مصاحبین جو اپنی
جان سے بھی زیادہ آپ کو چاہتے تھے وہ بھی ہمرکاب تھے، راستے میں ایک مفلوک الحال فقیر
سے آپ کی ملاقات ہوئی آپ نے اس کو اپنا گھوڑا جس میں آپ سفر کر رہے تھے اور آپ کی

ٹھکرائی ہوئی سلطنت کی آخری یادگار تھا وہ اسے دے دیا اور اب پاپیادہ چل پڑے رات کو آپ نے ایک گاؤں میں قیام فرمایا، دونوں رفقائے سفر دن بھر کے تھکے ماندے اول شب ہی میں بے خبر سو گئے، آپ کی آنکھ تہجد کے لیے کھلی آپ نے وضو فرمایا اور نماز تہجد ادا کی اور یہ خیال کر کے کہ فقیر کو مصاحب یا خادم کی کیا ضرورت؟ ان دونوں کو وہیں سوتا چھوڑ کر خود رات کی تاریکی میں اکیلے جانب منزل چل دیئے، مہینوں جنگلوں، پہاڑوں اور نا قابل گزر راستوں کو طئے کرتے ہوئے صوبہ سندھ کے مشہور شہر اوچ پہنچے جو اس وقت ایک پرانے قصبے کی حیثیت سے ملتان کے قریب ''اُچ'' کے نام سے مشہور ہے، یہ شہر اس وقت حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری جہانیان جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے قیام کی وجہ سے مرجع خلائق بنا ہوا تھا، آپ سیدھے ان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا: ''طالب صادق نسیم باغ سیادت دماغ میں پہنچی فرزند مبارک ہو تم بہت مردانہ وار آئے ہو جلدی کرو برادرم علاء الحق تمہارے منتظر ہیں تمہاری تعلیم و تکمیل انہیں سے ہوگی۔''
(محبوب یزدانی، ص:۲۹ مطبوعہ دار العلوم جائس)

پھر آپ نے تین روز اوچ میں قیام فرمایا، اس دوران حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو تمام روحانی نعمتیں عطا فرمائیں، سلسلۂ قادریہ چشتیہ کی خلافت و اجازت بھی عطا فرمائی اور خرقہ خلافت پہنا کر عجیب و غریب کمالات کا مشاہدہ بھی کرایا۔
(مکتوبات اشرفی)

دہلی

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیضان سے مستفیض اور باطنی نعمتوں سے مشرف ہو کر ''اوچ شریف'' سے دہلی کی جانب روانہ ہوئے، دہلی پہنچ کر آپ نے قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے مزارات پر حاضری دی اور فیوض و برکات حاصل کئے یہاں بھی ایک صاحب ولایت سے آپ کی ملاقات ہوئی انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا: ''اشرف خوب آئے مگر تمہارا قیام مناسب نہیں تمہیں

منزل مقصود پر جلد پہنچنا ہے وہاں تمہارا انتظار ہو رہا ہے۔ (محبوب یزدانی، ص:۳۰)

ان نفوس قدسیہ کی بار بار یاد دہانی نے آپ کی آتش شوق اور تیز کر دیا آپ جوش و اضطراب کی کیفیت میں منزل مقصود کی جانب رواں دواں ہو گئے۔

پنڈوہ شریف بنگال

دہلی سے آپ پنڈوہ شریف (جو اس وقت ضلع مالدہ میں واقع ہے) پہنچے، اور بہار شریف میں حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھانے سے متعلق جو واقعہ مشہور ہے اور بعض تذکروں میں آتا ہے یہ آپ کے پہلے سفر میں پیش نہیں آیا بلکہ یہ آپ کے دوسرے سفر کا واقعہ ہے، تاریخ کی نہایت ہی معتبر و مستند کتاب مکتوبات صدی کے مطابق حضرت شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۷۸۲ھ میں ہوا ہے (دیکھیں مکتوبات صدی، ص:۲۰) اور حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۳۷ھ میں سمنان کی ترک سلطنت کی اس طرح ۷۳۷ھ سے ۷۸۲ھ تک ۴۶ سال کا فاصلہ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے پہلے سفر میں حضرت شرف الدین یحییٰ منیری بقید حیات تھے تو پھر نماز جنازہ پڑھانے کا کوئی سوال ہی نہیں ہوتا۔

پنڈوہ شریف کی سرزمین پر مرشد برحق مخدوم العالم حضرت شیخ علاء الدین گنج نبات ابن اسعد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ مسند رشد و ہدایت پر رونق افروز تھے، آپ کا سلسلہ نسب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے، آپ اپنے وقت کے جلیل القدر بزرگ صاحب تقویٰ و روحانیت اور مقتدائے ارباب ولایت تھے، علم و فضل، زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے، طریقت میں حضرت اخی سراج الدین عثمان المعروف اخی سراج آئینہ ہند رحمۃ اللہ علیہ (مصنف ہدایۃ النحو) کے مرید اور خلیفہ تھے جو سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے، بنگال میں تبلیغ اسلام کے حوالے سے آپ ہی کی ذات کو اولیت حاصل ہے۔

حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان و عظمت بیان کرتے ہوئے صاحب ''مراۃ الاسرار'' نے یوں لکھا ہے:

"آپ کے کمالات کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ میر سید اشرف جہانگیر سمنانی جیسے شہباز اور بلند پرواز حضرت خضر علیہ السلام کی رہنمائی سے ملک خراسان سمنان کی بادشاہی چھوڑ کر آپ کی خدمت میں پہنچے اور حسن تربیت سے مرتبہ تکمیل وارشاد پر پہنچے باوجود کہ بے شمار اولیائے کبار سے آپ کو راستے میں ملاقات ہوئی لیکن سب نے یہی فرمایا کہ تمہارا مرشد بنگال میں ہے وہاں جاؤ" (مراۃ الاسرار،ص:۱۰۱)

معتبر روایات کے مطابق حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے سمنان سے پنڈوہ تک کا سفر دوسال میں طے کیا۔

روحانی مسافر کا بے مثال استقبال

حضرت شیخ علاء الدین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ اپنی خانقاہ معلیٰ میں قیلولہ فرما رہے تھے اچانک آپ بیدار ہوئے اور مریدین سے فرمایا "بوئے یار می آمد" یعنی مجھے اپنے دوست کی خوشبو آرہی ہے، محافہ (ایک مخصوص قسم کی سواری) تیار کرنے کا حکم دیا اس میں آپ سوار ہوئے شہر پنڈوہ سے باہر تشریف لائے اور استقبال کے لیے نکل پڑے، آپ کے ہمراہ مریدین ومعتقدین کے علاوہ ہزاروں نیازمندوں کی ایک بڑی تعداد بھی ایک عظیم جلوس کی شکل میں شامل ہوئے، آپ کا اس طرح خانقاہ سے باہر کسی کے استقبال کے لیے نکلنا، ہر شخص کے لیے باعث حیرت تھا کہ وہ مردقلندر جو سلطان وقت کو خاطر میں نہ لاتا ہو اور جس کے کمال بے نیازی کے سامنے بادشاہ بھی سر جھکاتا ہو وہ آج کس کے استقبال کے لیے شہر سے باہر جا رہے ہیں یقیناً آنے والا شخص اپنے وقت کا کوئی عظیم انسان ہوگا۔

پنڈوہ شریف سے دو میل چل کر ایک سینبل کے درخت کے نیچے سواری روک کر آپ سواری سے اتر پڑے اور آنے والے کا انتظار کرنے لگے، دور سے گرد وغبار اڑتا ہوا نظر آیا معلوم ہوا کہ کوئی آرہا ہے آپ نے فوراً ایک خادم کو بھیجا کہ معلوم کرو کون آرہا ہے؟ خادم نے آکر بتایا کہ اشرف نامی ایک صاحب سمنان سے آرہے ہیں یہ سن کر حضرت شیخ علاء الحق گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ نے مسرت کا اظہار کیا اور مریدین اور حاضرین سے فرمایا "جسکے ہم دو سال سے منتظر تھے وہ آرہے ہیں، کچھ ہی دیر بعد حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ

اللہ علیہ پہنچ گئے، آپ چند قدم خیر مقدم کے لیے آگے بڑھے، حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا تو سامنے اپنے شیخ ہی کو پایا، طالب نے اپنے مطلوب کو محب نے اپنے محبوب کو اور مرید نے اپنے پیر کو دیکھ لیا پھر کیا تھا پیر ومرشد کے قریب آتے ہی حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ قدم بوسی کے لیے جھک پڑے اور اپنا سر شیخ کے قدموں پر رکھ دیا، حضرت شیخ علاء الحق گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ نے فرط محبت سے آپ کو اٹھایا، سینے سے لگایا، طویل معانقہ کے بعد لوگوں سے آپکا تعارف کرایا پھر ارشاد فرمایا:

"فرزند اشرف جس وقت تم سمناں سے روانہ ہوئے تھے میں اسی وقت سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور ہر ہر منزل پر تمہاری نگرانی کرتا رہا ہوں تمہارے آنے سے قبل حضرت خضر علیہ السلام نے ستر مرتبہ تمہاری آمد کی خبر دی ہے۔"

پھر فرمایا میری پالکی پر سوار ہو جاؤ پہلے تو آپ نے ادب کی وجہ سے منع کیا لیکن جب شیخ نے حکم دیا تو "الامر فوق الادب" پر عمل کرتے ہوئے آپ حضرت شیخ گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ان کی پالکی پر سوار ہو گئے اور قافلہ پنڈوہ شریف کی خانقاہ پہنچا۔

تاریخی ضیاف

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ پنڈوہ شریف کی خانقاہ پر پہنچے تو حضرت شیخ علاؤ الحق والدین گنج نبات پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اپنے ہمراہ لے کر خانقاہ میں داخل ہوئے اور اپنے قریب بٹھایا پھر خادم کو حکم دیا کہ دسترخوان بچھاؤ، دوسرے خادم سے فرمایا پانی لاؤ، خادم نے پانی حاضر کر دیا، دسترخوان بچھا اور انواع واقسام کے کھانے چنے گئے، شیخ نے فرمایا "فرزند اشرف مقاصد کونین سے ہاتھ دھو لوتا کہ وصل الٰہی کی دولت حاصل ہو"۔ آپ نے فرمایا "میں پہلے ہی ہاتھ دھو چکا ہوں پھر یہاں بیٹھا ہوں" پھر شیخ نے اپنے دست اقدس سے حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کو چار لقمے کھلائے اس کے بعد "اُبالے ہوئے سادہ چاول" جس کو پانی میں سرد کیا گیا تھا اسے لایا گیا (اس کو بنگلہ زبان میں (پن بھتہ) کہا جاتا ہے) پھر شیخ نے فرمایا "فرزند اشرف یہ کھالو، یہ فقیروں کی غذا ہے اور اس کے کھانے سے تشنگان معرفت کو بڑی تسکین ہوتی ہے"۔ آپ نے اسے تناول فرمایا آخر میں

پان پیش کیا گیا اور حضرت شیخ علاؤالحق والدّین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ سے پان کی چار گلوریاں آپ کو کھلائیں، پنڈوہ شریف میں شیخ کی بارگاہ میں حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کی یہ پہلی ضیافت تھی اس کے بعد شیخ نے مروجہ طریقے سے آپ کو مرید کیا اور حضرت گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کلاہ مبارک اتار کر آپ کے سر پر رکھ دی، آپ پر رقت اور جذب کی کیفیت طاری ہوگئی اور اسی جذب کے عالم میں فی البدیہہ

نہادہ تاج دولت برسر من ۔۔۔ علاء الحق والدّین گنج نبات
زہے پیرے کہ ترک از سلطنت داد ۔۔۔ برآوردہ مرا از چاہ آفات

ترجمہ: حضرت علاء الحق والدّین میرے سر پر دولت کا تاج رکھ دیا، اس پیر کا کیا کہنا جس سے ملنے کی تمنا نے مجھے سلطنت سے بے نیاز کر دیا اور آفات سے نکال کر روحانی ترقی کی شاہراہ پر ڈال دیا۔

روحانی تربیت

بیعت وارادت اور ضیافت وغیرہ کے بعد حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ نے ریاضت ومجاہدہ کے لیے اپنی خانقاہ میں سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک حجرہ عطا فرمایا اور آپ کو خود اپنے ساتھ لے کر اس حجرہ کے اندر تشریف لے گئے کچھ لمحات حجرہ میں ساتھ ساتھ رہے، طریقت کے اہم اسرار ورموز سے آگاہ فرمایا اور پھر باہر تشریف لائے تھوڑی دیر بعد دوبارہ اندر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب وغریب حالت ہے، ہاتھ پکڑ کر حجرہ سے باہر لے آئے تو آپ کا چہرہ نور ولایت سے چمک رہا تھا اور ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ انوار الٰہی کی بارش ہو رہی ہے۔ لطائف اشرفی میں حضرت نظام یمنی نے اس کا ذکر اس طرح کیا ہے:

''حضرت مخدومی قدوۃ الکبریٰ کو حجرہ میں لے گئے دونوں ایک پہر حجرہ میں ایک ساتھ رہے راز حقیقت اور سنت نبوی ﷺ کے موتی سر پر چھڑکے، حضرت مخدومی حجرہ سے نکلے اور آپ کو حجرہ کے اندر چھوڑ دیا ایک ساعت کے بعد پھر خود حجرہ میں تشریف لے گئے وہاں آپ کو عجیب حالت میں پایا، حضرت مخدومی قدوۃ الکبریٰ کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر تشریف

لائے، چہرہ آفتاب کی طرح درخشاں تھا۔ (لطائف اشرفی، ص:۵۶)

مرشد کی خدمت

حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تربیت کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی آپ کے پاس سلوک کی تعلیم حاصل کرنے آتا تو آپ اس سے سخت محنت لیا کرتے اور مجاہدہ کراتے تھے اس بات کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے فرزند حضرت شاہ نور قطب عالم پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ جو کام آپ نے سپرد کیا تھا وہ یہ تھا، جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اپنے سر پر رکھ کر لانا، کنوؤں سے پانی بھر کر ضرورت مندوں کے گھروں تک پہنچانا وغیرہ، اسی طرح ہر مرید کے ذمہ کوئی نہ کوئی کام آپ نے سپرد کر رکھا تھا، حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ دیکھا تو عرض کیا حضور! میرے لیے بھی کوئی کام متعین فرمادیں، یہ سن کر شیخ نے فرمایا ''فرزند اشرف حضرت خضر علیہ السلام نے تمہاری اتنی تعریف کی ہے کہ مجھے تم سے خدمت لیتے ہوئے شرم آتی ہے'' شیخ نے آپکے حوالے کوئی کام نہیں کیا لیکن آپ پھر بھی خود آگے بڑھ کر شیخ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ جب شیخ جانے کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ جوتیاں سیدھی کر کے ان کے سامنے رکھ دیتے، جب وضو کا ارادہ کرتے تو آپ وضو کا پانی لاکر سامنے رکھ دیتے، اور اسی قسم کی دیگر خدمات خود ہی انجام دیا کرتے تھے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ شیخ کی خدمت سے ہی مقام ومرتبہ حاصل ہوتا ہے'' صوفیائے کرام اسی لیے ریاضت و مجاہدہ کرتے ہیں کہ انہیں ان کی بدولت مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔

مرشد کا احترام

لطائف اشرفی و دیگر کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرومرشد کا بے حد احترام کیا کرتے تھے، جب شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو باوضو ہو کر جاتے اور باادب کھڑے ہوتے اور بیٹھتے تھے، کبھی شیخ کے سامنے بلند آواز سے گفتگو نہیں کرتے احترام کا حال یہ تھا کہ جب اپنے حجرے میں لیٹتے تو اس بات کا خاص خیال رکھتے کہ مرشد کی قیام گاہ کی جانب پیر نہ ہوں اور یہ ادب آپ نے ساری زندگی ملحوظ رکھا، جب کچھوچھہ شریف میں رہے تو اپنی زندگی میں کبھی بھی پنڈوہ شریف کی طرف پیر نہیں پھیلایا

صرف اس لیے کہ وہ آپ کے مرشد کا شہر ہے۔

آپ کو اپنے پیر و مرشد سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی ہمہ وقت ان کی خدمت میں حاضر رہتے اور ان کے حکم کو بجالانے کے لیے تیار رہتے تھے آپ مرشد کی صحبت کو ہر شئے سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے اور اسے نعمت خیال کرتے تھے، آپ کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ تمام مریدین سے بڑھ کر مرشد کی خدمت کروں اور ان کا فیض حاصل کروں۔

انعام واکرام

حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے مرید صادق پر بہت زیادہ مہربان تھے اور ہمیشہ لطف و کرم اور مسلسل عنایت فرماتے تھے آپ نے حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا وہ خرقہ جو آپ کو اپنے پیر و مرشد نے دیا تھا اسے حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرما دیا۔ نیز اس کے علاوہ دیگر مشائخ طریقت کے تبرکات جو آپ کے پاس تھے ان سب کو بھی عطا فرما دیا۔ حضرت نظام یمنی اس سلسلہ میں یوں رقم طراز ہیں:

''سلطان المشائخ کا وہ خرقہ جو حضرت اخی سراج کو ملا تھا اور ان سے حضرت مخدومی نے پایا تھا وہ آپ نے قدوۃ الکبریٰ کو عنایت فرمایا اس کے علاوہ دیگر مشائخانہ تبرکات بھی آپ نے عطا فرمائے۔'' (لطائف اشرفی، مترجم پروفیسر لطیف اللہ، ص:۵۷)

خطاب جہانگیر

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کو پنڈوہ شریف ہی کی سرزمین پر ''لقب جہانگیر'' بھی اللہ رب العزت کی بارگاہ سے عطا ہوا اور یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ آپ کے نام کا جز بن گیا۔ حضرت نظام یمنی اس کے متعلق لکھتے ہیں:

''جب آپ کو پورے چار سال خدمت میں رہتے ہوئے ہو گئے تو حضرت مخدومی آپ کو القاب عطا کرنے کے لیے فکرمند ہوئے فرمایا ''الالقاب تتنزل من السماء'' یعنی القاب آسمان سے نازل ہوتے ہیں جو کچھ غیب سے نازل ہو وہ لقب دوں گا، ایک شب حضرت مخدومی اپنی خلوت گاہ میں مشغول تھے وہ شب برأت تھی، وظائف و اوراد شروع کرنے کے لیے باہر آئے اور خلوت گاہ میں چلے گئے، سر جھکا کر مراقبے میں چلے گئے، مراقبے کو بہت طول

دیا یہاں تک کہ صبح کے آثار نظر آنے لگے، یکایک خلوت گاہ کے در و دیوار سے ''جہانگیر، جہانگیر'' کی صدا آنے لگی، یہ بات دل میں جمالی اور فرمایا: ''الحمد للہ! فرزند اشرف کو جہانگیر کے خطاب سے مخاطب کیا ہے''۔ (یعنی انہیں جہانگیر کا لقب عطا ہوا) حضرت قدوۃ الکبریٰ دوسری خلوت گاہ میں مشغول تھے جب نماز فجر کے لیے باہر آئے اور جماعت سے نماز ادا کر لی تو حضرت مخدومی کا دستور تھا کہ فرض ادا کرنے کے بعد اصحاب ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے تھے اس صبح جس نے آپ سے مصافحہ کیا اس نے کہا خطاب جہانگیر مبارک ہو، حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا:

مرا از حضرت پیر جہاں	خطاب آمد اے اشرف جہانگیر
کنوں گیرم جہاں معنوی را	کہ فرمان آمد از شاہم جہانگیر

(لطائف اشرفی، ص۵۸)

ترجمہ: مجھے دنیا بخشنے والے پیر کی بارگاہ سے خطاب ملا کہ یہ اشرف جہانگیر، میں باطنی جہاں کو مسخر کرونگا، کیونکہ میرے بادشاہ کا فرمان ہے کہ دنیا مسخر ہے۔

سفر تبلیغ کا حکم

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ چار سال پیر و مرشد کی خدمت میں رہے آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری توجہ سے آپ کی روحانی تربیت فرمائی اور جو کچھ روحانی نعمتیں اپنے مشائخ سے آپ کو ملی تھیں وہ سب حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرما دیں۔ اور ارشاد فرمایا: ''فرزند اشرف! میں نے تمہارے لیے استعداد کی پستان خشک کر دی ہے اور جو کچھ حاصل کیا وہ تم پر نثار کر دیا ہے لہٰذا اب ضرورت ہے کہ تم تبلیغ کے لیے نکلو تا کہ لوگ تم سے فیض حاصل کریں اور گمراہ انسان راہ ہدایت پائے۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد کی زبان سے یہ سنا تو عرض کیا، لطائف اشرفی میں حضرت نظام یمنی نے آپ کے الفاظ کو اس طرح بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

''قدوۃ الکبریٰ نے عرض کیا کہ ہم نے ملک سے مسافرت کی، تکلیف برداشت کی ہے، دکھ کے دیس سے محبت کا شربت پیا ہے، اسباب خانے کو ٹھکرایا، دوستوں کے فراق کی شراب

پی،اہل خانہ اوراقارب سے جدائی اورتمام ضروریات سے دست کشی محض اس لیے کی تھی کہ اہل عشق وعرفاں کے قبیلے کی درگاہ کی مجاوری کروں اور اصحاب ذوق و وجدان کے کعبے کی قربت حاصل کروں نہ اس لیے کہ ہر روز تقسیم ہونے والی دولت ارادت سے محروم اور مبارک انوار سے بےنصیب رہوں۔'' (لطائف اشرفی،ص:۶۱)

حضرت شیخ علاء الحق والدّین گنج نبات پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سنا تو فرمایا ''فرزند اشرف! آپ مجھ سے جدا نہ ہوں، اسی طرح دو سال اور گزر گئے تو اب گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' کہ اب مشیت ایزدی یہی ہے کہ تم تبلیغ دین کے لیے روانہ ہو جاؤ آپ نے حضرت سید اشرف جہانگری سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کو جونپور جانے کا حکم دیا، چنانچہ یہ طئے ہوا کہ رمضان شریف کا مہینہ اپنے شیخ کے ساتھ گزاریں گے اور عید کے دن جونپور کے لیے روانہ ہو جائیں گے ،سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔

محمد آباد کا سفر

ماہ رمضان ختم ہوا اور ٹھیک عید کے دن آپ اپنے پیر و مرشد کے حکم کے مطابق پنڈوہ شریف بنگال سے اعظم گڑھ کا ایک قصبہ محمد آباد پہنچے (جو اس وقت ضلع مؤ میں واقع ہے) یہاں کے علماء سے آپ کا علمی مباحثہ بھی ہوا، جس میں آپ نے اپنے موقف کو دلائل کے ساتھ پیش فرمایا، مناقب خلفائے راشدین کے حوالے سے مولیٰ کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک تصنیف میں کچھ زیادہ صفحات لکھے جانے کی بنیاد پر یہاں کے کچھ علماء نے آپ کے خلاف فتویٰ جاری کرنے کا ارادہ کیا، لیکن مصلحت خداوندی سے ایسا نہ ہو سکا، ان علماء میں سید خان نام سے ایک عالم دین نے آپ کے موقف کی تائید کی اور سبھوں نے اسے تسلیم کیا آپ نے ان کے حق میں دعا بھی فرمائی وہ اولاد سے محروم تھے آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں چار اولاد نرینہ عطا فرمایا۔

ظفر آباد کا سفر

محمد آباد سے آپ ظفر آباد پہنچے اور وہاں آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ ''مسجد ظفر خاں'' میں قیام فرمایا۔ آپ کی عادت کریمہ تھی کہ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے اکثر

مساجد ہی میں قیام فرماتے تھے جب ظفر آباد کے لوگوں کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو ملاقات کے لیے پہنچے، آنے والوں میں علماء، صوفیاء، طلباء اور عوام سبھی شامل تھے۔ ان میں سے اکثر آپ کے علم کا امتحان لینے کی غرض سے حاضر آئے تھے اور ان کے دلوں میں مختلف سوالات تھے ،آپ نے سوالات قائم کرنے سے پہلے ہی ان سوالات پر گفتگو شروع کر دی اور انہیں ایسے تشفی بخش جوابات دئے کہ وہ سب تائب ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ ظفر آباد کے بہت سے علماء آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے، ان میں سے اس وقت کے ایک جلیل القدر عالم شیخ کبیر بھی شامل تھے جو علم و فضل کے لحاظ سے یکتائے زمانہ تھے، شیخ کبیر کو مرید کرنے کے بعد آپ نے ان کی روحانی تربیت فرمائی اور خلافت سے بھی نوازا۔

جون پور کا سفر

ظفر آباد سے حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ جونپور پہنچے (بعض مؤرخین کے مطابق آپ ظفر آباد سے وسط ایشیاء کے سفر پر روانہ ہو گئے اور حرمین شریفین ،مصر، یمن، دمشق، عراق وغیرہ مقامات کی سیاحت کرتے ہوئے بنارس کے راستے سے دوسرے سفر میں جونپور تشریف لائے) اور یہاں بادشاہ ابراہیم شاہ کی مسجد میں قیام فرمایا۔ جونپور کے بادشاہ کو آپ کے آنے کی خبر ہوئی تو قاضی شہاب الدین دولت آبادی اور ارباب فضیلت و دانش میں سے بیس منتخب افراد کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوئے اور قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوئے۔ جب رخصت ہونے لگے تو آپ نے وہ مسند جو سمنان سے ساتھ لائے تھے اسے سلطان ابراہیم شاہ کو ہبہ کر دی اسی دوران حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کی دعا کی برکت سے سلطان نے ''جنادہ کا قلعہ'' فتح کیا اسی سفر میں قاضی شہاب الدین دولت آبادی بھی آپ کے مرید ہوئے، آپ علم و فضل میں بے پناہ شہرت رکھتے تھے، آپ کو دیکھ کر حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا: ''ہم نے ہندوستان میں اس قدر فضیلت کا شخص کم ہی دیکھا ہے'' آپ نے قاضی صاحب کی روحانی تربیت فرمائی اور اجازت و خلافت سے بھی نوازا قاضی صاحب نے اپنی کچھ تصانیف بھی آپ کی خدمت میں تحفۂ علمی کے طور پر پیش کیا، جن کو آپ نے بے حد پسند فرمایا۔

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے دو ماہ سے زیادہ جونپور میں قیام فرمایا، اس دوران عوام وخواص نے آپ سے کافی استفادہ کیا، خصوصاً علماء نے آپ سے ملاقاتیں کیں اور آپ کی علمی گفتگو سے متاثر ہوکر آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔

کچھوچھہ شریف کا سفر

حضرت شیخ علاء الحق گنج نبات پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو تبلیغ کے لیے ولایت جونپور عطا کی تھی اور ولایت جونپور کا ایک خطہ روح آباد کچھوچھہ شریف بذریعہ کشف آپ کو دکھا دیا تھا، جو ایک تالاب کے درمیان واقع تھا جہاں قیام پزیر ہوکر اپنی روحانی تعلیمات کے ذریعہ آپ کو دین اسلام کی تبلیغی خدمات انجام دینا تھا اور مذہب اسلام کا پرچم لہرانا تھا ،آپ کو اس سفر میں اسی مقام کی تلاش تھی چنانچہ جونپور سے سیر وسیاحت کرتے ہوئے موضع کرمینی پہنچے اور وہاں ایک تالاب دیکھا اس تالاب کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ یہ میری منزل نہیں ہے جس کی مجھے تلاش ہے پھر آپ اگلے مقام کی جانب روانہ ہوگئے اور دور دراز علاقوں اور شہروں کا سفر کرتے ہوئے بالآخر موضع بھڈ ونڈ کی اس جگہ پہنچ گئے جس کی آپ کو تلاش وجستجو تھی اور جہاں آپ کو اپنا مرکز بنانا تھا جب آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ یہاں پہنچے تو سب سے پہلے ملک محمود سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ کی بے حد تعظیم کی ، پھر گول تالاب کی اپنے ساتھ سیر کرائی آپ نے اسے غور سے دیکھنے بعد فرمایا: ’’ہمارے پیر ومرشد نے ہمیں اسی جگہ قیام کرنے کا حکم دیا تھا‘‘۔ ملک محمود نے کہا کہ اس جگہ تو درپن ناتھ نام کا ایک جوگی رہتا ہے اگر اس کے باطل شعبدوں کا مقابلہ کرلیا جائے تو اس سے کوئی بہتر جگہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا:

”جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا“ ترجمہ: کہہ دیجئے حق آیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے ہی کے لیے ہے۔ (پارہ:۱۵/سورہ بنی اسرائیل)

آپ کا اس جوگی سے مقابلہ ہوا، آپ کی روحانیت کے سامنے اسے شکست ہونا پڑا اور آپ کے دست اقدس پر مسلمان ہوگیا آپ نے اس کا نام کمال حسین رکھا اور اس کے ساتھ جتنے چیلے تھے وہ سب بھی مسلمان ہوگئے۔ ایک روایت کے مطابق تقریباً پانچ ہزار (۵۰۰۰)

سے زیادہ افراد تائب ہوکر آپ کی غلامی میں داخل ہوئے۔

پھر اسی مقام پر آپ نے اپنی خانقاہ قائم کی اور جو مریدین وخدام پنڈوہ شریف سے کچھوچھہ شریف تک آپ کے ساتھ آئے تھے ان کے قیام کے لیے آپ نے الگ الگ جگہوں کا انتخاب فرمایا، پھر انہوں نے ان جگہوں پر اپنی اپنی قیام گاہ تعمیر کی، آپ نے اس علاقہ کا نام ’’روح آباد‘‘ رکھا۔ خانقاہ جو تعمیر کروائی اس کا نام ’’کثرت آباد‘‘ رکھا اور اپنے لیے مخصوص جو ایک چھوٹا حجرہ قائم فرمایا تھا اس کا نام ’’وحدت آباد‘‘ رکھا، آپ نے اس جگہ کو اپنا روحانی مرکز قرار دیا اور یہاں سے رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔

آپ نے ساری زندگی سیاحت وتبلیغ دین میں گزاری اور یہی آپ کی زندگی کا مشن تھا آپ نے اپنے مشن کی تکمیل کے لیے تقریباً پوری دنیا کا سفر کیا۔ لطائف اشرفی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے تین مرتبہ پوری دنیا کا چکر لگایا اور سفر کے دوران عجیب وغریب مقامات کی سیاحت وزیارت کی اپنی علمی صلاحیت اور قوت روحانی کے ذریعہ تبلیغ واصلاح کا کام خوب خوب انجام دیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو لمبی عمر عطا فرمائی تھی معتبر روایات کے مطابق آپ نے ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی طویل عمر پائی اور ۲۸/محرم الحرام ۸۳۲ھ کو کچھوچھہ شریف میں وصال فرمایا، آپ کا مزار پرانوار کچھوچھہ شریف میں ہے جو مرجع انام ہے جسمانی وروحانی شفاء خانہ کے طور پر جانا جاتا ہے اور آسیب زدہ لوگوں کے لیے تو اکسیر اعظم ہے۔

ہر سال ۲۸/محرم الحرام کو خانقاہ کے سجادہ نشینان اور مشائخ طریقت نہایت دھوم دھام سے آپ کے عرس مبارک کی تقریبات منعقد کرتے ہیں جس میں عالم اسلام سے معتقدین، متوسلین اور عوام وخواص کثیر تعداد میں شریک ہوتے ہیں اور فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتے ہیں۔

محتاج کرم

محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

خادم افتا واستاذ حدیث وفقہ

ادارۂ شرعیہ اتر پردیش، رائے بریلی، یوپی

یکم محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۱/اگست ۲۰۱۹ء بروز شنبہ